Regd. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ لاہور

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۱ ”
سہ ماہی ۶ ”
ماہوار ۲½ ”

فی پرچہ ۱ آنہ

یوم سہ شنبہ

۴ ذوالحجہ ۱۳۶۸ھ

جلد ۳	۲۷ تبوک ۱۳۲۸ ہش	۲۷ ستمبر ۱۹۴۹ء	نمبر ۲۲۲

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور کے پاؤں میں درد پہلے سے کم ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت سیدہ ام متین صاحبہ سلمہا بعض عوارض کی بنا پر ہسپتال میں ہیں۔ احباب انہیں بھی اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔

مکرم نواب محمد عبد اللہ خاں صاحب کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ لیکن حرارت شام کو ہو جاتی ہے۔ احباب نواب صاحب کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

پاکستان کی عظمت اور سربلندی ہمارا نصب العین ہے

لندن (ریڈیو سے) ۲۶ ستمبر جمعرات کی شام کو پاکستانی ہائی کمشنر مسٹر حبیب ابراہیم رحمت اللہ نے بیگم رحمت اللہ اور اپنے دوسرے رفقاء کے ساتھ گلاسگو میں پاکستانی شہریوں کے ایٹ ہوم میں شرکت کی۔ سینٹ اینڈریوز ہال کھچا کھچ بھرا تھا۔ مہمانوں میں پاکستانی جہازرانوں کی کثرت تھی۔ کیونکہ گلاسگو کے مسلمانوں میں انہی کی اکثریت ہے۔ گلاسگو کی پاکستانی سٹوڈنٹس یونین کے صدر مسٹر ایس اے مودودی نے اپنے صدارتی خطبے میں کہا۔ مسٹر رحمت اللہ کی تشریف آوری نے بہت سے برطانوی دوستوں کو یہ موقع دیا ہے کہ وہ آپ سے ملاقات کریں۔ آپ نے ہائی کمشنر اور ان کی بیگم کی سماجی سرگرمیوں کو خراج عقیدت ادا کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ جب وہ لندن جائینگے۔ تو سکاٹ لینڈ کی یاد کو فراموش نہیں کریں گے۔

مسلم ایسوسی ایشن کے صدر مسٹر عطا محمد نے اردو میں خطاب کیا۔ اس کے بعد مسٹر حبیب ابراہیم رحمت اللہ نے پاکستان کی مختصر تاریخ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ ہمارے پاس سوائے قوم کے ارادے کے اور کچھ نہیں تھا۔ یہ اسی ارادے اسی جذبے اور پاکستان کو سب چیزوں سے اونچا رکھنے کا جذبہ ہی تھا۔ جس نے آج ہمیں یہ حیثیت دی ہے۔ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ ہم میں کچھ نہ کچھ ضرور موجود ہے۔ لیکن ہم نے جو نصب العین اپنے سامنے رکھا ہے۔ اس تک ابھی تک نہیں پہنچے۔ ہم سب کا نصب العین یہی ہونا چاہیئے کہ پاکستان کی عظمت اور سربلندی اس درجے پر پہنچے کہ ہر ملک ہماری عزت کرے۔ پاکستان اور برطانیہ کے تعلقات کے بارے میں آپ نے کہا۔ اس ملک کو ہماری خیرسگالی حاصل ہے اور برطانوی عوام کو چاہیئے۔ کہ اسے نہ گنوائیں۔ یہ بہت بیش قیمت ہے اور ملک سے ہمارے بڑے تجارتی تعلقات رہے ہیں لیکن ہمارے بہت مطالبات پورے نہیں ہو سکتے ہم برطانیہ سے تجارت کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ پاکستان کے لئے بہترین چیزیں ہی اچھی ہے۔ (ب۔ا۔ص)

کوئی مہاجر منظور نہیں

قاہرہ۔ ۲۶ ستمبر (بی۔بی۔سی) وزیر اعظم مصری پاشا نے مجلس اقوام کے معاشی جائزہ مشن کو آج مطلع کیا کہ مصر فلسطین کا کوئی مہاجر قبول نہیں کر سکتا

کشمیر کے معاملے کو سلامتی کونسل سے واپس لے لو۔ اس سے متعلق تمام وعدے بھول جاؤ (عبد اللہ حکومت)

سرینگر ۲۶ ستمبر۔ شیخ عبد اللہ کی حکومت نے حکومت ہندوستان کو مشورہ دیا کہ وہ کشمیر کے معاملے کو کونسل سے واپس لے لے کل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس نے اپنی ایک خفیہ میٹنگ میں اس بات پر زور دیا کہ ہندوستان نے کشمیر کے سلسلے میں جو بھی وعدے کئے ہیں وہ انہیں واپس لے لے اور بھول جائے۔ حال ہی میں لندن کے اخبار مانچسٹر گارڈین نے ایک ہندوستانی اخباری نمائندے کے خط کے جواب میں جس نے یہ یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ ہندوستان استصواب سے پہلو تہی نہیں کرتا تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اگست کی قرارداد سے یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ اس سے کشمیر کے ہندوستان سے الحاق کو جائز اور قانونی مان لیا گیا ہے۔ اخبار مذکور نے لکھا ہے کہ جنوری کی قرارداد کے الفاظ صحیح ہیں ان میں صاف ذکر ہے کہ آزاد فوجوں کو استصواب کے بعد توڑا جائے گا اور ۲۲ دسمبر کو مسٹر لوزانوے اس کی جو توضیح کی تھی وہ بھی یہ تھی کہ ان کو غیر مسلح کرنے کا مرحلہ قبائلیوں کے جانے اور پاکستانی فوجوں اور ہندوستانی فوج کے زیادہ حصے کو واپس بلائے جانے کے بعد آئیگا۔ ایک طرف واقعی پنڈت نہرو یہ کہتے ہیں کہ کشمیر کا فیصلہ واقعی استصواب رائے سے ہو گا۔ لیکن جب وہ کہتے ہیں کہ دنیا کی کوئی طاقت کشمیر کو ہندوستان سے علیحدہ نہیں کر سکتی۔ تو پہلے الفاظ کی حیثیت نہایت غیر اہم اور بے حقیقت ہو کر رہ جاتی ہے۔

کمیونسٹوں کے پچاس جہاز غرق

کانٹن ۲۶ ستمبر۔ (بی۔بی۔سی) چین کی سرکاری خبر رساں ایجنسی کی ایک اطلاع کے مطابق چینی طیاروں نے شنگھائی پر ایک نہایت تباہ کن حملہ کیا جس سے گودیوں کے قریب گودام جل گئے تین ہزار ٹن کے جہاز پر ٹھیک نشانہ بیٹھا۔ اور چوسان کے قریب کمیونسٹوں کے پچاس جہاز غرق اور نکمے ہو گئے۔ مشرقی ہونان میں سرکاری فوج نے ہانگ کانگ سے ۴۰ میل دور ایک کمیونسٹ دستے کو پچھاڑ دیا اور کانٹن سے ۵۳ میل دور شمال مشرق میں مچاہنگ نامی ایک شہر پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

خان لیاقت علی راولپنڈی میں

راولپنڈی ۲۶ ستمبر۔ پاکستان کے وزیر اعظم آنریبل ڈاکٹر لیاقت علیخاں آج بذریعہ طیارہ راولپنڈی پہنچے پنجاب رجمنٹ کے ... وزیر امور کشمیر آنریبل مسٹر مشتاق احمد گورمانی۔ پاکستانی فوجوں کے کمانڈر انچیف جنرل گریسی اور دیگر اعلیٰ فوجی و سول افسروں نے آپکو خوش آمدید کہا پاکستان ایئر فورس سے گارڈ آف آنر لینے کے بعد وزیر اعظم نے مغربی پنجاب کے گورنر ہز ایکسیلینسی سردار عبدالرب نشتر سے ہسپتال میں ملاقات کی۔

یوگوسلاوی حدود پر تجاوز

لیک سکسس ۲۶ ستمبر۔ (بی۔بی۔سی) آج یوگوسلاویا نے مجلس اقوام میں یہ شکایت پیش کی کہ یونانی فوج اور ہوائی بیڑے نے ۵۱ دفعہ یوگوسلاوی سرحدوں پر زیادتی کی مجلس اقوام کے سیکرٹری نے یہ الزامات بلقان کے بارے میں خاص اتحادی کمیٹی کو بھیجد یئے ہیں۔ تاکہ ان کا جائزہ لیا جا سکے۔

میں کسی گروہ میں شامل ہو کر مسلم لیگ کی وحدت کو پارہ پارہ نہ ہونے دونگا

میرا کسی گروہ سے کوئی تعلق نہیں ہے

لاہور ۲۶ ستمبر۔ صوبائی مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری مسٹر محمد اقبال نے آج ایک اخباری بیان میں نہایت وضاحت سے الفاظ میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ مسلم لیگ مرکزی میں اول تو کوئی گروپ بندی نہیں ہے اور اگر ہے تو میرا ان میں سے کسی ایک دھڑے سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے آپ نے کہا اخبارات میں صوبے کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کے متعلق بعض غلط فہمیاں ان خبروں سے پیدا ہو گئی ہیں۔ جو اخبارات میں وقتاً فوقتاً شائع ہو رہی ہیں۔ کہ لیگ دو گروہوں میں بٹ چکی ہے میرا نام بھی گاہے ماہے کسی نہ کسی گروپ سے متعلق کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حالانکہ میرا کسی گروپ سے کوئی تعلق نہیں۔ مجھے لیگ نے متفقہ طور پر جنرل سیکرٹری منتخب کیا تھا۔ اور میں لیگ کی خدمتگذاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کروں گا۔ میں ارادہ کر چکا ہوں کہ کبھی کسی گروپ میں شامل ہو کر مسلم لیگ کی وحدت کو پارہ پارہ نہ ہوتے دیکھوں گا

آخر میں آپ نے مسلم لیگ کے تمام ارکان کو اعتماد و تنظیم اور اتحاد کیساتھ اس خطرناک دور کا مقابلہ کرنے اور آئندہ آنے والی انتخابی مہم کو سر کرنے کی تلقین کی۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے کوآپریٹو کیپیٹل پرنٹنگ پریس وطن بلڈنگ میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

سفرِ ربوہ کے چند بقیہ واقعات

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے)

الفضل مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۴۹ء میں میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سفرِ ربوہ کے بعض حالات لکھے تھے۔ مگر اس نوٹ میں بعض باتیں لکھنے سے رہ گئیں جو تکمیل ریکارڈ کی غرض سے درج ذیل کی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے اس یادگاری سفر کے پیش نظر احباب ربوہ نے پانچ بکروں کے ذبح کرنے کا بھی انتظام کیا تھا۔ کیونکہ خاص موقعوں پر یہ بھی ایک مسنون طریق ہے۔

(۲) بکروں کے ذبح کرنے کے علاوہ ربوہ کی جماعت نے اس موقعہ پر غریبوں کو کھانا کھلانے کا بھی انتظام کیا تھا۔ چنانچہ بہت سے غریبوں کو دعا اور ردِّ بلا کی غرض سے کھانا کھلایا گیا۔

(۳) اسی طرح اہل ربوہ نے غرباء میں کچھ نقد رقم بھی تقسیم کرنے کا انتظام کیا تھا کہ یہ بھی ایسے موقعوں پر برکت کا ایک روحانی ذریعہ ہے۔

(۴) علاوہ ازیں سابقہ مضمون میں یہ بات بھی نوٹ کرنے سے رہ گئی کہ دوپہر کے کھانے کے بعد جو حضرت مسیح موعودؑ کے لنگر کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ نے پیش کیا۔ شام کا کھانا اہل ربوہ کی طرف سے پیش کیا گیا۔

خاکسار مرزا بشیر احمد رتن باغ لاہور ۲۵/۹/۴۹

مسجد احمدیہ کوہ مری کا سنگ بنیاد

مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۴۹ء بوقت ۵½ بجے شام مسجد احمدیہ کوہ مری کا سنگ بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی و پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ (کوہ مری) خانصاحب شیخ جلال الدین صاحب اگزیکٹو آفیسر کوہ مری کے ہاتھوں رکھا گیا۔ جبکہ خاکسار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت ..... کی تلاوت کرتا رہا۔ بنیاد رکھے جانے کے بعد مکرم خانصاحب موصوف نے لمبی دعا کرائی اور تمام دوست احمدی و غیر احمدی جن کی تعداد تقریباً پچاس تھی شریک دعا ہوئے۔ اختتام دعا پر حاضرین کی شکرانہ کے طور پر چائے سے تواضع کی گئی۔

تعمیر مسجد کے سلسلہ میں بابو الٰہ بخش صاحب۔ مولانا ابو العطاء صاحب فاضل جالندھری۔ کیپٹن چوہدری غلام محمد صاحب۔ محمد حنیف صاحب اور پریذیڈنٹ صاحب کے علاوہ دیگر اصحاب جماعت کی مساعی جمیلہ قابل تشکر ہیں۔ مکرم خان بہادر محمد دلاور خانصاحب نے کلڈنہ (مری) میں اپنی کوٹھی کے ملحق برائے تعمیر مسجد احمدیہ ....۱ فٹ زمین بطور چندہ عطا فرما کر رجسٹری بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ (پاکستان) کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام بزرگوں اور دوستوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مسجد احمدیہ مری کلڈنہ میں ایسی جگہ واقعہ ہے جہاں سے ایبٹ آباد۔ کوہالہ کشمیر۔ راولپنڈی اور مری مال کو سڑکیں جاتی ہیں۔ بزرگوں۔ دوستوں اور خصوصاً صحابہ مسیح الموعود سے درخواست ہے کہ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو جلد پایہ تکمیل کو پہنچا دے آمین۔ اس مسجد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو اس علاقہ کے لئے بابرکت بنائے۔ آمین

اس مسجد کی تعمیر کا اندازہ پندرہ ہزار روپیہ ہے۔ جن دوستوں نے مسجد ہذا کی تعمیر کے لئے وعدے کئے ہیں۔ وہ خود بھی اور اپنے دوستوں سے بھی وصول کر کے خانصاحب موصوف کے نام ارسال کریں۔ چندہ کی فہرست انشاء اللہ تعالیٰ جلد شائع کر دی جائے گی

خورشید احمد شاد واقف زندگی سیکرٹری تعمیر کمیٹی مسجد احمدیہ کلڈنہ کوہ مری

سانحۂ ارتحال

میری ہمشیرہ محترمہ زینب بی بی صاحبہ اہلیہ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب خلیل مبلغ مغربی افریقہ بعمر ۲۸ سال بروز جمعرات مورخہ ۲۲/۹/۴۹ کو تپ محرقہ سے ۹ روز بیمار رہ کر بمقام ربوہ وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں اس لئے امانتاً بہ ذخیرہ ربوہ میں دفن کیا گیا۔ اسی روز حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جنازہ غائب۔ لاہور کی مسجد احمدیہ میں پڑھا۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے ۹ بچے چھوڑے ہیں اور چھوٹا بچہ تین سال کا ہے۔ احباب سلسلہ سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو بلند درجات عطا فرمائے۔ اور بچوں کو انکی والدہ کے نقش قدم پر قائم رہتے ہوئے سلسلہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار ڈاکٹر غلام مصطفےٰ از لاہور

حضرت ام متین سلمہا حرم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت

حضرت سیدہ ام متین سلمہا حرم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جمعہ کے دن سے لیڈی ایچیسن ہسپتال کے پرائیویٹ وارڈ میں داخل ہیں۔ ان کی بیماری کی پوری طرح تشخیص نہیں ہوئی۔ حالت ابھی اطمینان بخش نہیں سمجھی جاتی۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ سیدہ موصوفہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

ربوہ کیلئے بھینسیں وقف کرنے والے احباب کی چوتھی فہرست

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک فرمائی تھی کہ صاحب توفیق احباب ربوہ کے لئے دودھ دینے والی بھینسیں وقف کریں۔ اس تحریک پر مندرجہ ذیل مزید احباب نے بھینسیں وقف کی ہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان احباب پر اظہار خوشنودی فرمایا ہے۔ اور ان کے ایمان اور مال میں برکت کیلئے دعا فرمائی ہے۔ دوستوں کو اس تحریک کی طرف پوری توجہ کرنی چاہیئے۔ تا ربوہ میں رہنے والوں کو دودھ کی تکلیف نہ ہو۔

انچارج بیعت

نمبر شمار	نام وقف کنندہ	تعداد بھینس	کیفیت
(۱)	بابا جھنڈے خانصاحب بمقام کنڈے والی ریاست بہاولپور	۱ بھینس	بذریعہ چوہدری غلام نادر صاحب دیہاتی مبلغ ریاست بہاولپور
(۲)	چوہدری رحمت خانصاحب "	۱ "	"
(۳)	چوہدری محمد شریف و محمد لطیف صاحبان چک ۶۲ جنوبی ضلع سرگودھا	ایک گڈا ایکسو	بذریعہ چوہدری عطاء اللہ صاحب مبلغ
(۴)	شیخ فضل الرحمٰن صاحب و محمد اقبال پراچہ سرگودھا	۵۰/- نقد	"
(۵)	میاں گل محمد صاحب شام انسپکٹر سرگودھا	۱۰/- "	"
(۶)	شیخ محمد الدین صاحب چک ۲۴ جنوبی ضلع سرگودھا	۱۰/- "	"

ظلمت ہے جس پہ اُس کی شعاعِ کرم نہیں

مت نام لے جو وہم میں تیرے اسکام نہیں
یہ رہنما ہیں منزل محبوب کی طرف
تو نے بنا لیا ہے جو اپنے قیاس سے
وہ چرخِ زندگی کا سراجِ منیر ہے
گردو سرے دیئے کو نہ روشن کرے دیا

کوئی (نعوذ باللہ) محمدؐ صنم نہیں
کچھ پوجنے کے واسطے نقشِ قدم نہیں
یاد رہ کلیسہ ہے غافل حرم نہیں
ظلمت ہے جس پہ اُس کی شعاعِ کرم نہیں
روشن دیا وہ خود بھی خدا کی قسم نہیں

زندہ مرا رسول ہے زندہ مرا خدا
کچھ مجھ کو اپنی موت کا تنویرؔ غم نہیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کا تعلیم الاسلام کالج کے متعلق ارشاد

احباب کو چاہیئے کہ خاص توجہ اور کوشش کے ساتھ زیادہ سے زیادہ طالب علم داخل کرائیں۔ اور اپنے غیر احمدی احباب میں تحریک کریں۔ جزاھم اللہ خیراً"

نوٹ:۔ داخلہ ۱۹ ستمبر سے شروع ہو چکا ہے۔ ۳۰ ستمبر تک جاری رہے گا۔

(منقول از اخبار الفضل ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

خطبہ جمعہ (خطبہ نمبر ۲۸)

86

لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کیلئے لاہور میں اپنے ہائی سکول قائم کرنے چاہئیں

آئندہ نسلوں کی ترقی کیلئے ضروری ہے کہ اُن کی تربیت اچھے ماحول میں ہو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۳ ستمبر ۱۹۴۹ء بمقام مسجد احمدیہ لاہور

مرتبہ: مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
میں اپنے اکثر حصہ خاندان کو ربوہ چھوڑ کر

اُم متین کی بیماری

کی وجہ سے پھر لاہور آیا ہوں۔ اُم متین کے متعلق ڈاکٹروں نے مشورہ دیا ہے۔ کہ انہیں فوراً ہسپتال میں داخل کرا دیا جائے۔ چنانچہ ابھی جس وقت میں ادھر آ رہا تھا۔ میں یہ ہدایت دے کر آیا ہوں کہ انہیں ہسپتال پہنچا دیا جائے۔ میری طبیعت آج خود بھی ناساز ہے۔ تین چار دن سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے بخار کی حرارت ہوتی ہے بخار ایسا نمایاں تو نہیں مگر بعض دفعہ پیاس اتنی تیز ہو جاتی ہے۔ کہ ایک ایک گھنٹہ میں کئی کئی بار پانی پینا پڑتا ہے۔ اس لئے میں زیادہ لمبا خطبہ نہیں پڑھا سکتا۔ اگلے خطبہ کے متعلق میری کوشش یہی ہوگی۔ کہ اگر کوئی خاص روک پیدا نہ ہو جائے تو میں ربوہ میں پڑھاؤں۔ اگر اُس وقت تک اُم متین کی طبیعت اچھی ہو گئی تو پھر مستقل طور پر میں وہیں رہوں گا۔ ورنہ ممکن ہے اگلا خطبہ پھر مجھے یہیں پڑھانا پڑے گا۔

لاہور کے قیام میں میں نے لاہور کی جماعت کی حالت کے متعلق بہت کچھ غور کیا ہے۔ اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ بعض طبعی مشکلات جماعت لاہور کے رستہ میں ایسی ہیں جن پر قابو پانا یہاں کے کارکنوں کے بس کی بات نہیں۔ دنیا میں

روحانی مضبوطی

کے دو ہی سبب ہوتے ہیں اور جب میں نے کہا ہے کہ دنیا میں اس مضبوطی کے دو سبب ہوتے ہیں تو میری مراد یہ ہے کہ اس کے دنیوی اسباب دو ہیں روحانی اسباب مراد نہیں اور وہ دنیوی سبب روحانی مضبوطی کے یہ ہیں کہ ایک تو

صادقوں کی معیت

کسی انسان کو نصیب ہو جائے۔ جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کونوا مع الصادقین تم صادقوں کی معیت اختیار کرو۔ جس کے معنی یہ

یہ ہیں۔ کہ تمہارا ماحول اچھا ہو تو باوجود اس کے کہ کسی انسان کا ایمان زیادہ مضبوط نہ ہو پھر بھی وہ ماحول سے متاثر ہو کر ایمان میں ترقی کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ لاہور میں اچھا ماحول یہاں کی جماعت اور اس کی اولاد کو میسر نہیں۔ کیونکہ یہاں

سترہ لاکھ کی آبادی

ہے۔ اگر لاہور کی جماعت کے تمام مرد۔ عورتیں اور بچے ملائے جائیں تو اُن کی تعداد چار ہزار کے قریب بنتی ہے۔ گویا سو کے مقابلہ میں ایک نہیں بلکہ قریباً ساڑھے چار سو افراد کے مقابلہ میں ایک کی نسبت اُن کو حاصل ہے۔ اور ساڑھے چار سو میں ہمارے ایک آدمی کا ہونا اسے ماحول سے اتنا دور کر دیتا ہے۔ کہ اچھے ماحول سے جس فائدہ کی اُمید کی جا سکتی ہے۔ وہ اُسے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جو

نئی پود

نکلتی ہے۔ وہ لازمی طور پر اُن تاثرات کو زیادہ قبول کرتی ہے جو غیر اُس پر ڈالتے ہیں اور جب کسی گھر میں اختلاف واقعہ ہو جائے۔ پرانی پود مسجدوں کی طرف جائے۔ اور نئی پود سینما کی طرف جائے۔ پرانی پود ذکر الٰہی کی طرف جائے اور نئی پود لغو باتوں اور ہنسی کھیل اور مذاق کی طرف جائے تو ظاہر ہے کہ گھر میں یکجہتی باقی نہیں رہے گی۔ اور اُس کی جد و جہد ایک جہت کی طرف رُخ نہیں کرے گی۔

ماحول کے بعد دوسری چیز مخالفت ہوتی ہے جب ماحول اچھا نہیں ہوتا۔ تو مخالفت ماحول کا کام دے جاتی ہے۔ لوگ گالیاں دیتے ہیں مارتے پیٹتے ہیں ہنسی مذاق کرتے ہیں۔ تو ان کی مار پیٹ

کی وجہ سے بجائے اس کے کہ کمزوری پیدا ہو لوگوں کا ایمان اور بھی بڑھتا اور ترقی کرتا ہے یہ بات

انسان کی فطرت

میں داخل ہے۔ کہ وہ اپنے اندر بہادری کی روح رکھتا ہے۔ بے شک کچھ لوگ بزدل بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اکثر لوگ اپنے اندر بہادری رکھتے ہیں۔ جب انہیں مار پیٹ شروع ہوتی ہے۔ تو وہ کہتے ہیں اچھا جو تمہاری مرضی ہے۔ کر لو ہم اپنے مذہب کو چھوڑنے کے لئے ہرگز تیار نہیں اور اس طرح وہ اپنے ایمانوں میں پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتے ہیں پس

مخالفت کی شدت

کی وجہ سے بھی ایمان مضبوط ہوتے ہیں۔ لیکن اب احمدیت کو قائم ہوئے اتنا لمبا عرصہ گزر چکا ہے کہ گو ہم یہ جانتے ہیں کہ اندرونی طور پر لوگوں کے دلوں میں احمدیت کی نسبت بغض پایا جاتا ہے مگر وہ نظارہ جو پہلے نظر آتا تھا کہ احمدیوں پر تالیاں پیٹ رہی ہیں گالیاں دی جا رہی ہیں پتھر پھینکے جا رہے ہیں۔ وہ نظارہ اب نظر نہیں آتا یہی لاہور جس میں ظاہری طور پر احمدیت کی کسی قسم کی مخالفت نظر نہیں آتی۔ گو باطنی طور پر مخالفت موجود ہے۔ بلکہ پہلے سے بھی بڑھی ہوئی ہے

اسی لاہور میں

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پتھر پڑتے دیکھے ہیں۔ اسی لاہور میں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لوگوں کو ہنسی مذاق کرتے اور گالیاں دیتے دیکھا ہے مجھے خوب یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ملتان تشریف لے گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ گیا۔ مجھے ملتان کی تو کوئی بات یاد نہیں۔ لیکن واپسی

پر جب آپ لاہور ٹھہرے تو اس وقت کا نظارہ اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میری عمر اس وقت آٹھ نو سال یا اس سے بھی کچھ کم تھی۔ ملتان سے واپسی پر آپ ایک دن کے لئے یہاں ٹھہرے اُن دنوں میاں فیملی کا گھر فصیل سے باہر نہیں ہوا کرتا تھا بلکہ وہ غالباً ارڑور کس کے مقابل پر شہر کے حصہ میں رہا کرتے تھے۔ اس دور میاں فیملی میں کسی دوست نے میاں چراغ دین صاحب یا میاں معراج دین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کی سنہری مسجد کے پاس سے اُن کے مکان کو رستہ جاتا تھا۔ اس وقت

لاہور کی حالت

موجودہ حالت سے بالکل مختلف تھی۔ اب تو لنڈا بازار اور بیرون دہلی دروازہ سب آباد نظر آتا ہے۔ لیکن ان دنوں سب غیر آباد علاقہ تھا۔ صرف لنڈے بازار میں چند دوکانیں تھیں مگر وہ بھی بہت معمولی سی۔ باقی سارا علاقہ خالی اور غیر آباد پڑا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس جگہ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو سنہری مسجد یا وزیر خان کی مسجد (یہ مجھے یاد نہیں رہا) ان دونوں میں سے کسی ایک مسجد کے قریب بہت سے لوگ جمع تھے۔ انہیں یہ پتہ لگ چکا تھا کہ مرزا صاحب اس طرف گئے ہیں۔ اور تھوڑی دیر میں ہی وہ واپس آنے والے ہیں۔ ان دنوں سواری کے لئے شکرم ہوا کرتی تھیں یہ ایک چار پہیے کی گاڑی ہوا کرتی تھی جس پر لکڑی کا ایک کمرہ سا بنا ہوا ہوتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی شکرم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور کچھ شکرمیں آپ کے آگے پیچھے تھیں۔ میں بھی اس شکرم میں تھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے تھے جس وقت گاڑی وہاں پہنچی لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا میں سمجھتا ہوں۔ غالباً مولوی نے یہ چیلنج دیا ہوگا۔ کہ مرزا صاحب یہاں آئے ہیں۔ تو ہم سے مباحثہ کر لیں۔ وہ جانتے تھے کہ اس

بے موقع آواز

کا جواب چونکہ یہی ہوگا۔ کہ ہم مباحثہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہم لوگوں میں شور مچا دیں گے۔ کہ مرزا صاحب ہار گئے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب آپ کی شکرم وہاں پہنچی۔ تو لوگوں نے آوازے کسے۔ اور یہ کہنا شروع کیا۔ کہ مرزا صاحب ہار گئے۔ غالباً انہوں نے یہی کہا ہوگا۔ کہ ہم سے مباحثہ کر لیں۔ اور چونکہ مباحثہ کا یہ کوئی طریق نہیں ہوتا۔ کہ جہاں کوئی شخص مباحثہ کے لئے کہے وہیں اسی سے مباحثہ شروع کر دیا جائے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکار کیا ہوگا۔ اور انہوں نے یہ سوچا ہوگا۔ کہ جب گاڑیاں یہاں سے گذریں گی۔ ہم شور مچا دیں گے۔ کہ مرزا صاحب بھاگ گئے ہیں۔ اسی مسجد کے آگے اونچی سیڑھیاں ہیں۔ سات آٹھ سیڑھیاں چڑھ کر مسجد کا دروازہ آتا ہے۔ ان سیڑھیوں پر بہت سا ہجوم تھا۔ جو لوگ لاہور کے واقف ہیں۔ وہ شاید سیڑھیوں کے ذکر سے سمجھ جائیں۔ کہ یہ کونسی مسجد ہے۔ سنہری مسجد یا وزیر خاں کی مسجد۔ (اسی موقعہ پر بعض دوستوں نے عرض کیا۔ کہ ایسی سیڑھیاں سنہری مسجد کے آگے ہیں) ۔۔ سینکڑوں

لوگوں کا ہجوم

وہاں جمع تھا۔ اور یہ شور مچا رہا تھا۔ کہ مرزا ہار گیا۔ مرزا دوڑ گیا۔ اسی طرح کوئی ہو ہو کر رہا تھا۔ کوئی تالیاں پیٹ رہا تھا۔ کوئی گالیاں دے رہا تھا۔ بلکہ بعض نے کنکر مارنے بھی شروع کر دیئے۔ اس

ہجوم سے آگے

ذرا فاصلے پر۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حتّی دروازہ کے باہر۔ کیونکہ میرے ذہن پر یہی اثر ہے۔ کہ جس جگہ کا یہ واقعہ ہے۔ وہاں جگہ خالی تھی۔ اور عمارتیں تھوڑی سی تھیں میں نے دیکھا کہ ایک شخص ممبر پر یا درخت کی ایک ٹہنی پر بیٹھا ہے۔ اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہے۔ اور زرد زرد پٹیاں اس نے باندھی ہوئی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے اسے کوئی زخم ہے۔ اور اس نے ہلدی اور تیل وغیرہ ملا کر پٹیاں باندھی ہوئی ہیں۔ مجھے خوب یاد ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں سے گذرے۔ تو وہ اپنا ٹنڈ دوسرے ہاتھ پر مار مار کر کہتا تھا۔ کہ مرزا دوڑ گیا۔ مرزا دوڑ گیا۔ بچپن کے لحاظ سے مجھے یہ

ایک عجیب بات

معلوم ہوئی۔ کہ اس کا ایک ہاتھ ہے ہی نہیں۔ صرف ٹنڈ ہی ٹنڈ ہے۔ مگر یہ اپنا ٹنڈ مار مار کر بھی یہی کہہ رہا ہے کہ مرزا دوڑ گیا۔ مرزا دوڑ گیا۔ ایک اور مولوی ہوا کرتا تھا۔ جو "ٹہلی والا مولوی" کہلاتا تھا۔ اسکی عادت تھی۔ کہ وہ ہمیشہ درخت پر بیٹھ کر گالیاں دیا کرتا تھا۔ غرض لاہور میں یا تو مخالفت کی یہ حالت ہوا کرتی تھی۔ اور یا اب اللہ تعالیٰ طور پر چاہے کیسی ہی مخالفت ہو۔ ہم ان کے پاس سے گذرتے ہیں۔ تو وہ ادب سے سلام بھی کرتے ہیں۔ اور ادب سے ہماری باتوں کی طرف متوجہ بھی ہوتے ہیں۔

ایک دفعہ

میں یہیں لاہور میں آیا۔ یہ آج سے پندرہ سولہ سال پہلے کی بات ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کے متعلق یہاں جلسہ تھا۔ اور چونکہ میں بھی آیا ہوا تھا۔ اس لئے جماعت نے خواہش کی کہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق یہاں ایک تقریر کروں۔ اور اس غرض کے لئے انہوں نے بریڈلا ہال تجویز کیا۔ جب میری اس تقریر کا لوگوں میں اعلان ہوا۔ تو "زمیندار" نے شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ ان لوگوں کا حق ہی کیا ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام لیں۔ یہ تو آپ کے دشمن ہیں۔ بعض نے مجھے کہا۔ کہ زمیندار اس اس طرح مخالفت کر رہا ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ لوگ اس جلسہ میں کم آئیں۔ میں نے کہا۔ لاہور والوں پر میری تقریروں کا اتنا اثر ہو چکا ہے۔ کہ وہ "زمیندار" کی مخالفت کے باوجود میری تقریر سننے کے لئے ضرور آ جائیں گے۔ انہیں میری

تقریروں کا چسکا

پڑ چکا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب میں پہنچا۔ تو ہال بالکل بھرا ہوا تھا۔ اس جلسہ میں شرارت کی غرض سے بعض شخص ان کے بھی آ گئے۔ اور جلسہ کے باہر چوہدری اسد اللہ خاں صاحب سے بعض لوگوں کی لڑائی بھی ہوئی۔ لیکن بہر حال جلسہ میں جو لوگ آئے۔ ان میں سے اکثر ایسے تھے۔ جو صرف تقریر سننے کے لئے آئے تھے۔ ایک شخص جو مولوی ٹائپ کا تھا بریڈلا ہال میں کرسیوں کی آخری لائن میں آ کر بیٹھ گیا۔ جب میں نے تقریر شروع کی۔ تو اس نے فوراً کھڑے ہو کر "زمیندار" کے اثر کے ماتحت یہ الفاظ کہے کہ

"اینی وڈی پگڑی بنھی ہوئی اے پر عقل ذرا بھی نہیں" (یعنی پگڑی تو اتنی بڑی باندھی ہوئی ہے مگر عقل بالکل نہیں) میں نے کہا صاحب بیٹھ جایئے۔ جب میں بات کرونگا۔ تب آپ کو پتہ لگے گا کہ میرے اندر عقل ہے یا نہیں۔ ابھی میں نے کوئی بات ہی نہیں کی۔ تو آپ کو پتہ کیسے لگ گیا۔ کہ میں

بے عقلی کی بات

کروں گا۔ میرے اس جواب سے وہ ایسا مرعوب ہوا۔ کہ بیٹھ گیا۔ اس کے بعد ساری تقریر میں میں انتظار کرتا رہا۔ کہ وہ کچھ بولے۔ مگر وہ ایسا محو ہوا۔ ایسا محو ہوا۔ کہ ایک احمدی دوست نے جو اس کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ بتایا کہ جب تقریر ختم ہو گئی۔ تو وہ کہنے لگا۔ بس اتنی ہی تقریر تھی۔ ہمیں تو امید تھی۔ کہ یہ تقریر کچھ دیر اور بھی جاری رہے گی۔ اب کجا تو مخالفت کی وہ حالت تھی۔ اور

کجا یہ حالت ہے

کہ تقریر ختم ہو جاتی ہے۔ مگر وہ چاہتا ہے۔ کہ یہ تقریر کچھ دیر اور جاری رہتی۔ بہر حال ظاہری مخالفت کا اب وہ زور نہیں رہا۔ جو پہلے ہوا کرتا تھا۔ اسی لئے گالیوں اور مار پیٹ اور ہنسی مذاق کی وجہ سے نوجوانوں کے دلوں میں اپنے دین کے متعلق جو جوش پیدا ہوا کرتا ہے۔ وہ بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ

دو ہی دنیوی سبب

ہوا کرتے ہیں۔ جن کی وجہ سے نئی پود میں ایمان کی مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔ مگر اب لاہور میں ظاہری مخالفت بھی نہیں۔ اور نئی پود کو وہ ماحول بھی میسر نہیں۔ جو اسے ایمان میں مضبوط بنا سکے۔ جب بچہ گھر سے نکلتا ہے۔ تو احمدیت کا ماحول اس کے لئے ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اکیلا ہوتا ہے۔ اور اس کے ارد گرد چار سو غیر لڑکے موجود ہوتے ہیں۔ جو اس پر اپنا اثر ڈال رہے ہوتے ہیں۔ ہم اپنے بچے سے کہتے ہیں۔ سینما نہیں دیکھنا۔ مگر ہمارے غیر کا بچہ جو اس کا دوست اور ساتھی ہوتا ہے۔ سینما دیکھ کر آیا ہوا ہوتا ہے۔ بلکہ سینما کے گانے اسے یاد ہوتے ہیں۔ جب وہ سُر تال کے ماتحت فلمی اشعار گاتا ہے۔ تو اس کے کان میں بھی پہلے تو شعروں کی آواز آتی ہے۔ پھر

متوازن الفاظ

کی وجہ سے ان کی طرف اسکی طبیعت اور زیادہ مائل ہوتی ہے۔ اور یہ کان لگا کر ان شعروں کو سننا شروع کر دیتا ہے۔ پھر بچپن میں نقل کی بھی عادت ہوتی ہے۔ جب وہ دوسرے کو اُس کے ساتھ بعض اشعار پڑھتے سنتا ہے۔ تو اسکی نقل میں خود بھی وہی شعر گنگنانے لگ جاتا ہے۔ اور ماں باپ کا سارا اثر باطل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد فرض کرو۔ اسکی آواز دوسرے لڑکے کی آواز سے زیادہ اچھی ہے۔ تو دوسرا لڑکا جھٹ اس سے دوستی لگائے گا۔ اور کہے گا۔ آؤ ہم دونوں مل کر گائیں۔ پھر کچھ دنوں کے بعد وہ کہے گا۔ چلو سینما دیکھ آئیں۔ یہ کہے گا۔ میرے ماں باپ تو سینما دیکھنے سے منع کرتے ہیں۔ وہ کہے گا۔ ان کو کس نے بتانا ہے۔ کہ تم سینما دیکھ کر آئے ہو۔ کسی فرشتے نے بتانا ہے۔ چلو ہم

چوری چھپے سینما

دیکھ آتے ہیں۔ چنانچہ وہ بھی سینما دیکھنے لگ جاتا ہے۔ اور ماں باپ کی ساری کوششیں اکارت چلی جاتی ہیں۔ غرض احمدیت جس

ماحول کا تقاضا

کرتی ہے۔ اسی کو قائم رکھنا کسی کے بس کی بات نہیں یہ تو ہم نہیں کر سکتے۔ کہ دروازہ بند کر لیں۔ اور اپنے بچوں کو گھروں سے باہر نہ نکلنے دیں۔ اگر اس طرح کیا جائے۔ تو بچہ بالکل کمزور ہو جاتا ہے اور وہ

شیطانی حملوں کا مقابلہ

نہیں کر سکتا۔ چنانچہ تجربہ کیا گیا ہے۔ کہ جن بچوں کو بیرونی ماحول سے بالکل بچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ وہ بیرونی اثرات کا بہت جلد شکار ہو جاتے ہیں۔ قادیان سے آنے کے بعد ہی ہم نے دیکھا ہے۔ کہ بعض ایسے ایسے گھرانے جنہوں نے وہاں کبھی سینما نہیں دیکھا تھا۔ جن کی لڑکیاں کبھی بے پردہ نہیں پھری تھیں۔ وہ اب سینما دیکھتے ہیں۔ اور ان کی عورتیں بے پردہ سائیکلوں پر دوڑتی پھرتی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ایسی عورتیں ہزار میں سے ایک کی نسبت رکھتی ہیں۔ لیکن بہر حال شیطان کو ہزار میں سے ایک عورت تو مل گئی۔ اسکی وجہ یہی تھی۔ کہ وہاں وہ ایسے ماحول میں تھیں۔ کہ انہیں اس رنگ میں شیطان کا مقابلہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اور چونکہ ان کو

شیطان کا مقابلہ

کرنے کی عادت نہیں تھی۔ اس لئے انہوں نے یہاں آتے ہی ہتھیار پھینک دیئے۔ اور اس رَو میں بہہ گئیں۔ جس رَو میں دوسرے لوگ بہے جا رہے ہیں۔ بہر حال یہ

دو چیزیں

یہاں نہیں جن کی وجہ سے کسی جماعت کو مضبوطی حاصل ہوتی ہے۔ اب یا تو لاہور شہر میں احمدیت اتنی مضبوط ہو جائے۔ کہ نصف لوگ ایک طرف ہو جائیں۔ اور نصف دوسری طرف۔ اگر ایک طرف کسی مسئلہ کے خلاف بولنے والے لوگ موجود ہوں۔ تو دوسری طرف اسکی تائید کرنے والے لوگ موجود ہوں۔ اگر ایک طرف سینما دیکھنے کی تائید کرنے والے ہوں۔ تو دوسری طرف سینما سے روکنے والے ہوں۔ ایک طرف ناچنے گانے کی تائید کرنے والے ہوں۔ تو دوسری طرف ناچنے گانے سے روکنے والے ہوں۔ ایک طرف نماز پڑھنے سے روکنے والے ہوں۔ تو دوسری طرف نماز پڑھنے کی تائید کرنے والے ہوں۔ ایک طرف روزہ کی مخالفت کرنے والے ہوں۔ تو دوسری طرف روزہ کے فوائد بتانے والے ہوں۔ تب بے شک

متوازی آوازیں

اٹھیں گی۔ اور ماحول کے بُرے اثرات سے انسان محفوظ رہ سکے گا۔ اور یا پھر دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے۔ کہ

مخالفت شروع ہو جائے

لوگ گالیاں دینے لگیں۔ اور مار پیٹ پر اتر آئیں۔ اگر لوگ گالیاں دینے لگیں۔ تب بھی

خدام اپنے اجتماع پر خیمے معہ ضروری سامان مکمل کر کے لائیں

۳۰، ۳۱ اکتوبر و یکم نومبر ۱۹۴۹ء بمقام ربوہ

(منتظم سالانہ اجتماع)

نوجوانوں کے ایمان مضبوط ہو جائیں گے۔ کیونکہ جب کوئی نوجوان یہ دیکھے گا کہ میرے ماں باپ کو محض اس لئے گالیاں دی جاتی ہیں کہ وہ احمدی ہیں تو اس کی غیرت جوش میں آئے گی اور وہ کہے گا کہ اب میں بھی لوگوں کو احمدی بن کر دکھاؤں گا۔ اور ان کا مقابلہ کروں گا۔ مگر یہ صورت ہمارے اختیار میں نہیں اب صرف یہی صورت ہو سکتی ہے کہ دینی ترقی کے لئے ایک نیا ماحول تیار کیا جائے جب کسی محلہ میں ہم اپنا ماحول پیدا نہیں کر سکتے تو ہمارا فرض ہوتا ہے کہ ہم محلہ سے باہر نکل کر اپنا ماحول بنانے کی کوشش کریں۔ اور محلہ سے باہر دوسرا ماحول صرف سکول کے ذریعہ ہی پیدا کیا جاسکتا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سکول ایک محدود چیز ہے۔ مگر سکول میں تمام قسم کے ہم عمر بچے اکٹھے ہوتے ہیں۔ امیر اور غریب۔ ادنیٰ اور اعلیٰ سب ایک جگہ موجود ہوتے ہیں اور یہ ایک قدرتی بات ہے کہ بچہ

اپنے ہم عمروں سے

ہی دوستی رکھ سکتا ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک بچہ ستر اسی سال کے بڈھے سے دوستی لگائے۔ آٹھ دس سال کا بچہ کوشش کرے گا کہ چھ سات سال یا گیارہ بارہ سال کے لڑکے سے دوستی لگائے اور اس کے ساتھ مل جل کر باتیں کرے۔ کیونکہ انسان طبعاً اپنے منشا کے مطابق باتیں کرنے میں زیادہ لذت محسوس کرتا ہے اور اس قسم کی باتیں ہم عمروں سے ہی ہو سکتی ہیں جو زیادہ تر سکول میں میسر آتے ہیں پس گو بظاہر وہ ایک چھوٹی سی جگہ ہوتی ہے مگر سارا شہر اس میں جمع ہوتا ہے اور اس وجہ سے وہ ایک

نیا ماحول

پیدا کرنے کی بہترین جگہ ہوتی ہے۔ اگر کوئی ایسا سکول کسی جماعت کے قبضہ میں آجائے جس میں شہر کے تمام لڑکے تعلیم حاصل کرتے ہوں تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ تمام شہر اس کے قبضہ میں ہے اور اگر محلہ کے سکول میں اثر پیدا کر لیا جائے تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ سارا محلہ زیر اثر آگیا ہے۔

لاہور کے حالات پر غور کر کے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے اور اس کی طرف میں نے ایک دفعہ پہلے بھی توجہ دلائی تھی کہ یہاں لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک

ہائی سکول

قائم ہونا نہایت ضروری ہے۔ اگر تم احمدیت سے محبت رکھتے ہو۔ اگر تمہارا دل چاہتا ہے کہ تمہاری آئندہ اولاد بھی احمدی ہو۔ تو میں آج تمہیں پھر توجہ دلاتا ہوں کہ تم لاہور میں لڑکوں اور لڑکیوں کے ہائی سکول قائم کرو۔ تمہارا خود احمدی ہونا تمہارے

لئے ہرگز کافی نہیں۔ اگر احمدیت ایک اچھی چیز ہے تو ضروری ہے کہ اپنی اولادوں کو بھی احمدی بناؤ اور اولاد کا احمدی ہونا اور اس کا احمدیت کی تعلیم پر عمل کرنا ایک اچھے ماحول کا تقاضا کرتا ہے اور یہ ماحول صرف اپنے سکول میں اسے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لئے اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو تو تم لاہور میں لڑکوں اور لڑکیوں کے ہائی سکول قائم کرو۔ ان سکولوں سے ہماری تبلیغ میں بھی ترقی ہوگی اور لڑکوں کی تربیت بھی اچھے ماحول میں ہو سکے گی۔ یہ ظاہر ہے کہ ان سکولوں میں ہماری جماعت کے لڑکے ہی داخل نہیں ہوں گے بلکہ دوسرے لڑکے بھی آئیں گے۔ اور جب وہ آئیں گے تو لازمی طور پر بعض اچھے اچھے خاندانوں میں جن میں یوں تبلیغ کا کوئی موقعہ نہیں مل سکتا ہماری تبلیغ کا رستہ کھل جائے گا اور ان میں سے کئی احمدیت کو قبول کریں گے۔ کالج ہی کو دیکھ لو۔ ہمارا کالج یہاں اتفاقی طور پر کھلا ہے مگر کل ہی پرنسپل کی رپورٹ آئی کہ اس دفعہ ۸۰ فیصدی غیر احمدی لڑکے داخل ہوئے ہیں۔ اسی طرح ایک بڑے غیر احمدی رئیس کے چچا کا بیٹا پچھلے سال ہمارے کالج میں داخل ہوا اب وہ مجھ سے ملنے کے لئے آیا تو اس نے کہا میں احمدی ہونا چاہتا ہوں۔ پس سکول قائم کرنے کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ ہماری تبلیغ وسیع ہوگی۔ دوسری یہ لازمی بات ہے کہ جب تک لوگوں کے دلوں میں تعصب موجود ہے

ان کی اکثریت

ہمارے سکول میں نہیں آئے گی۔ بلکہ ہمارے سکول میں زیادہ تر تعداد اپنے لڑکوں کی ہی ہوگی اور چونکہ غیر احمدی تھوڑے ہوں گے اور زیادہ تر اپنے لڑکے ہوں گے اس لئے بہرحال احمدی ماحول قائم رہے گا اور زیادہ تر دوسرے لڑکے ہمارے لڑکوں کا اثر قبول کر کے نیک بنیں گے۔ ہمارے لڑکے بوجہ زیادہ ہونے کے ان کے کھیل تماشے کے اثر کو کم قبول کریں گے اور احمدیت کے ماحول کی وجہ سے دین سے محبت اور تعلق کو زیادہ مضبوط کرتے چلے جائیں گے۔ گویا فضاء کو اپنے موافق بنانا ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔ اور ہم بچوں کی تربیت دینی رنگ میں نہایت آسانی سے کر سکیں گے اور اگر کوئی وقت ایسا آگیا کہ زیادہ تر غیر احمدی لڑکوں نے ہمارے سکول میں داخل ہونا شروع کر دیا۔ تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ ہماری مخالفت کی فضاء موافقت میں بدل رہی ہے۔ اور لوگوں کے قلوب ہماری طرف مائل ہو رہے ہیں۔ اور جب وہ اور زیادہ مائل ہو گئے تو لازماً وہ احمدیت قبول کر لیں گے۔ اس صورت میں بھی

فضا کو اپنے موافق

بنانا ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔ بہرحال لاہور جیسے

شہر میں جو کئی میلوں میں پھیلا ہوا ہے بغیر کسی مناسب سکیم اور طریق کے کام نہیں ہو سکتا۔ میں نے شروع میں یہاں کی جماعت کو بعض دفعہ ملامتیں بھی کی ہیں۔ بعض دفعہ انہیں نقائص کی طرف توجہ بھی دلائی ہے مگر جیسا کہ ایک خطبہ میں میں نے کہا تھا میں غور کر رہا تھا کہ آخر ان نقائص اور کمزوریوں کی وجہ کیا ہے۔ انفرادی طور پر جماعت میں مخلص لوگ موجود ہیں۔ مگر جماعتی طور پر ان میں بعض کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ یہ نقص اگر دور ہو سکتا ہے تو کس طرح؟ میں اس پر ایک لمبے عرصہ تک غور کرتا رہا اور آخر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ جہاں تک افراد کے ایمان کا سوال ہے ان میں ایمان اور اخلاص موجود ہے۔ مگر حالات ایسے ہیں کہ وہ اپنے ایمانوں کو زیادہ مضبوط نہیں بنا سکتے۔ جیسے ماں بھنور میں پھنسی ہوئی ہو اور اس کا بیٹا غرق ہو رہا ہو تو وہ اس کی مدد نہ کر سکے گی مگر اس کی وجہ یہ نہیں کہا جائے گا کہ ماں کی محبت کم ہو گئی ہے وہ اپنے بچہ کو غرق ہونے سے نہیں بچاتی بلکہ یہ کہا جائے گا کہ ماں کی محبت تو ویسی ہی ہے مگر

حالات ایسے ہیں

کہ ماں اپنے بچہ کی مدد کو نہیں پہنچ سکتی۔ اسی طرح انفرادی طور پر جماعت کی اکثریت اب بھی مخلصوں کی ہے اور جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو چاہتے ہیں کہ وہ احمدیت پر زندہ رہیں اور احمدیت پر ہی مریں لیکن وہ اردگرد کے حالات کی وجہ سے ایسے مجبور ہیں کہ باوجود اس خواہش کے وہ اپنے ارادوں کو تکمیل تک نہیں پہنچا سکتے۔ لاکھوں لاکھ آدمی لاہور میں موجود ہیں جن میں ہماری جماعت کا چند ہزار آدمی پھنس کر رہ گیا ہے اور وہ ایک دوسرے تک پہنچ نہیں سکتا۔ ان کے دلوں میں خواہش ہے کہ وہ اپنے دین میں ترقی کریں۔ مگر مادی سامان وہ اپنے خلاف پاتے ہیں اور اس وجہ سے وہ اپنے ایمانوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ پس اب جبکہ میں لاہور سے جا رہا ہوں میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس سکیم کے ماتحت کام کرے جو میں نے اس کے سامنے رکھی ہے۔ میرے نزدیک اگر توجہ کی جائے اور

صحیح کوشش

اور جدوجہد سے کام لیا جائے تو یہ چیز ناممکن نہیں پیغامی آپ سے کتنے تھوڑے ہیں۔ شاید آپ کے پندرہ آدمیوں کے مقابلہ میں بھی ان کا ایک آدمی نہیں بلکہ آپ کے بیس آدمیوں کے مقابلہ میں بھی ان کا ایک آدمی نہیں۔ مگر ان کا پہلے یہاں ایک سکول تھا۔ اب انہوں نے دوسرا سکول جاری کر دیا ہے جب پیغامی دوسرا سکول جاری کر سکتے ہیں حالانکہ وہ تعداد میں آپ لوگوں سے بہت تھوڑے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اگر ہمارے آدمی صحیح طور پر قربانی سے

کام لیں۔ تو اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ زیادہ سے زیادہ سوال جگہ کا ہے۔ سو اس کے متعلق اگر بالا افسروں سے ملاقات کی جائے۔ تو جگہ کا سوال آسانی سے حل ہو سکتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ پیغامی افسروں سے مل لیتے ہیں۔ اور ہمارے آدمی ان سے ملنے میں شرم محسوس کرتے ہیں۔ وہ دو چار دفعہ جا کر سلام کرتے ہیں۔ تو افسروں کو شرم آجاتی ہے۔ اور وہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ فلاں عمارت لے لیں۔ لیکن ہماری جماعت کے دوستوں میں

یہ مرض

ہے۔ کہ یا تو وہ اپنے ٹائپ کے دوستوں سے ملیں گے، یا خالص احمدی افراد سے تعلقات رکھیں گے۔ غیروں سے مل کر ان کی ملاطفت حاصل کرنے کا مادہ ان میں نہیں رہا۔ اور اگر اس عادت سے سلسلہ کو نقصان پہنچتا ہو۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ اس میں تبدیلی نہ کی جائے۔ میں نام نہیں لیتا۔ مگر لاہور کی جماعت میں سات آٹھ آدمی ایسے ہیں۔ جو اپنے پیشہ اور کام اور رسوخ کے لحاظ سے مختلف صیغوں کے افسروں سے یقیناً کام لے سکتے ہیں۔ مگر انہوں نے کبھی تکلیف گوارا نہیں کی۔ کہ

سلسلہ کی خاطر

ان لوگوں سے ملیں اور جماعتی مفاد کے لئے کوئی ٹھوس کام کریں۔ ہاں گپیں ہانکنے والے دوست مل جائیں۔ اور وہ ان کی مجلس میں آبیٹھیں۔ یا ان کے لنگوٹئے یار انہیں مل جائیں۔ تو وہ کئی کئی گھنٹے ان سے لغو باتیں کرنے میں ضائع کر دیں گے۔ اور انہیں کبھی یہ خیال نہیں آئے گا۔ کہ وہ اپنے وقت کو ضائع کر رہے ہیں۔ اگر وہ اپنے وقت کو بجائے گپوں میں ضائع کرنے کے کسی ایسے افسر سے ملنے چلے جائیں۔ جو یہ کام کر سکتا ہو۔ تو سلسلہ کو بھی نفع ہو۔ اور ان کی عاقبت بھی سنور جائے۔ اور آئندہ نسل بھی درست ہو جائے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ میرے نزدیک جماعت لاہور میں کم سے کم سات آٹھ آدمی ایسے ضرور ہیں۔ جن کے لوگ محتاج ہیں۔ اور جن کی طرف کسی نہ کسی وجہ سے لوگ توجہ کرتے ہیں۔ کسی کی طرف پیشہ کے لحاظ سے۔ کسی کی طرف خاندانی تعلق کے لحاظ سے۔ کسی کی طرف اس کے رسوخ یا رشتہ داری کے لحاظ سے اور اسی طرح وہ ان کی نگاہ التفات کے بھوکے ہوتے ہیں وہ چاہیں۔ تو ایسا کر سکتے ہیں۔ اب بھی میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہندوؤں کی چھوڑی ہوئی جائیداد میں بہت سی بلڈنگس باقی ہیں۔ جنہیں وہ اپنے لئے حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ سکول کے لئے کوئی اعلیٰ درجہ کی بلڈنگ ہو۔

معمولی بلڈنگ

میں بھی سکول قائم کیا جا سکتا ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ تھوڑا بہت روپیہ خرچ کر کے اسے بڑھایا جا سکتا ہے۔ اور یا پھر دوسری صورت یہ ہے۔ کہ محکمہ تعلیم سے کچا سکول بنانے کی اجازت لے لی جائے۔ میں نے

جب مسجد کے لئے زمین کی تحریک کی تھی۔ تو اس وقت ایک ایجنٹ نے مجھے یقین دلایا تھا۔ کہ زمین مل سکتی ہے۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ گورنمنٹ سندھ وہاں کی زمینوں کا سودا نہیں کرنے دیتی۔ اس لئے سکول کے لئے زمین نہیں خریدی جا سکی۔ لیکن انجمن کی کچھ زمین یہاں ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر محکمہ تعلیم سے تعلق پیدا کر کے سکول کے لئے کچے مکان بنانے کی اجازت لے لی جائے۔ تو دس بارہ ہزار روپیہ میں آسانی سے سکول بن سکتا ہے۔ صرف ان سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر وہ اجازت دے دیں۔ تو فوراً بلڈنگ بنائی جا سکتی ہے۔ اور جہاں ان کی مرضی ہو۔ وہاں وہ اس قسم کی اجازت دے بھی دیتے ہیں۔ گذشتہ دنوں جب ہمارے چنیوٹ کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کا انسپکٹر نے معائنہ کیا۔ تو وہ یہ دیکھ کر کہ کس طرح مہاجر ہو کر انہوں نے

سکول کو ترقی

دی ہے۔ اس قدر متاثر ہوا۔ کہ اس نے کہا۔ تم اپنے سکول کا نقشہ بنا کر لے آؤ۔ میں تمہیں کچے مکان بنانے کی اجازت دے دوں گا۔ اور کچا سکول دس بارہ ہزار روپیہ میں بلکہ پانچ سات ہزار روپیہ میں بھی بن جاتا ہے۔ بعد میں رفتہ رفتہ اسے پختہ بنایا جا سکتا ہے۔ ہمارا مہمان خانہ جو قادیان میں ہوا کرتا تھا۔ پہلے کچا ہی ہوا کرتا تھا۔ میر محمد اسحاق صاحب رضؓ چونکہ کام کرنا جانتے تھے۔ اس لئے آہستہ آہستہ انہوں نے اسے پختہ بنانا شروع کر دیا۔ ہر دفعہ جب کوئی مالدار مہمان آکر ٹھہرتا۔ تو وہ اس کی خوب خاطر تواضع کرتے۔ اور پھر کہتے۔ کہ ہمارا مہمان خانہ کچا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہے۔ آپ اس کی ایک دیوار پختہ بنا دیں۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کو ثواب عطا فرمائے گا۔ اس طرح کبھی کوئی حصہ پکا بنوا لیتے۔ اور کبھی کوئی یہاں تک کہ سارا

مہمان خانہ پختہ

عمارت کا تعمیر ہو گیا۔ اگر کام کرنے کی روح پیدا ہو جائے۔ تو انسان خود بخود کئی راستے نکال لیتا ہے۔ میں نے سوچا ہے۔ کہ بغیر اس کے کہ لڑکیوں اور لڑکوں کا یہاں ہائی سکول قائم ہو۔ ہم اپنی آئندہ نسلوں کو صحیح طور پر احمدیت کے رنگ میں رنگین نہیں کر سکتے۔ اسی غرض کے لئے بعض عارضی انتظامات بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسے میں نے کہا تھا۔ کہ سیکرٹری تنخواہ دار رکھو۔ دفتری انتظامات کو بہتر بناؤ۔ تین چار دیہاتی مبلغ اور منگوا لو۔ جو تحصیل چندہ کے کام میں بھی مدد دیں۔ اور جماعت کی تربیت بھی کریں۔ مگر یہ سب عارضی چیزیں ہیں مستقل چیز یہی ہے۔ کہ آئندہ پود کی احمدیت کے ماحول میں پرورش کی جائے جس کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ اپنے ہائی سکول قائم کئے جائیں۔ لڑکوں کے لئے الگ۔ اور لڑکیوں کے لئے الگ۔ اس سے نہ صرف ہماری آئندہ نسل کو ایک اچھا ماحول میسر آجائے گا۔ بلکہ بیس پچیس فی صدی غیر احمدی بھی ہمارے سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آجایا کریں گے۔ جن میں سے تیس چالیس فی صدی ضرور احمدی ہو جائیں گے۔ بلکہ میرے نزدیک تو لاہور جیسے شہر میں ایک دوسرے کالج کی بھی ضرورت ہے۔

ہمارا کالج

اگر ربوہ چلا جائے۔ تو ضرورت ہو گی۔ کہ اس جگہ ہمارا ایک اور کالج ہو۔ کیونکہ وہ نوجوان جو ان کالجوں میں تعلیم حاصل کریں گے۔ وہی ہوں گے۔ جنہوں نے کل چوٹی کے عہدوں پر کام کرنا ہے۔ اگر وہ ہمارے کالج میں پڑھ کر اپنے عہدوں پر فائز ہوں۔ پھر تو ہمارے لئے مختلف مواقع پر ان کے ذریعہ بہت سی سہولتیں میسر آسکیں گی۔ قادیان میں جب ہمارا تعلیم الاسلام سکول تھا۔ تو اس میں بھی کئی غیر احمدی تعلیم پاتے تھے۔ جنہوں نے بعد میں بعض مواقع پر ہماری امداد بھی کی ہے۔ سندھ میں سلسلہ کی ایک زمین تھی۔ جو کسی سے اجارہ پر لی گئی تھی۔ بعض نے اس کے متعلق شرارتیں شروع کر دیں۔ اور ضمانت کا سوال پیدا ہو گیا۔ اس وقت ایک افسر جو یوں تو دینی لحاظ سے سلسلہ کا مخالف تھا۔ مگر اس نے قادیان میں رہ کر تعلیم حاصل کی تھی۔ اس کو ہمارے احمدی دوست جا کر ملے اور حقیقت بیان کی۔ تو اس نے فوراً ایک زمیندار کو تیار کرا دیا۔ جس نے ضمانت دے دی۔ اور اس طرح ہماری ضرورت پوری ہو گئی۔ یہ کام اس نے محض اس لئے کیا۔ کہ اس نے ہمارے سکول میں تعلیم حاصل کی تھی۔ پس اگر یہاں ایک دوسرا کالج قائم ہو جائے۔ اور لڑکوں کا ہائی سکول بھی بن جائے۔ تو یہ لازمی بات ہے۔ کہ

بیس فی صدی غیر احمدی

بھی پڑھنے کے لئے آئیں گے۔ اور وہ جماعت کے اثر اور اس کے نفوذ کو بڑھا دیں گے۔ اور بعض اچھے اچھے خاندان جن سے اب تعلق پیدا کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ ان میں احمدیت پہنچ جائیگی۔ جیسے میں نے بتایا ہے کہ ایک غیر احمدی رئیس کے چچا کا بیٹا لاہور میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آیا۔ کسی نے اسے کہا۔ کہ تعلیم الاسلام کالج میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ داخل ہوا۔ اور اس پر آہستہ آہستہ احمدیت کا اثر ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ احمدیت میں داخل ہونے کیلئے میرے پاس آگیا۔

پس میں ایک دفعہ پھر جماعت کو اس

اہم امر

کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اگلا جمعہ تو غالباً میں یہاں نہیں پڑھاؤں گا۔ بلکہ یقین کی حد تک یہ بات سمجھنی چاہیئے۔ کہ اگلا جمعہ انشاء اللہ ربوہ میں ہی پڑھایا جائے گا۔ سوائے اس کے کہ ام متین کی بیماری کی وجہ سے کوئی خاص روک پیدا ہو جائے۔ لیکن اگلے سے اگلے جمعہ کے متعلق امکان ہے۔ کہ میں یہاں پڑھاؤں اور گو میرا لاہور میں آنا منع نہیں۔ لیکن پھر بھی یہاں کی مستقل رہائش اب ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے جاتے ہوئے میں جماعت کو پھر اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس موقع کو جانے نہ دو۔ اور اس میں ہرگز کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو۔ اس میں ہم جتنی کوتاہی کریں گے۔ اتنا ہی ہم اپنی اولادوں پر ظلم کریں گے۔ اور ان کو احمدیت سے دور کر دیں گے۔

ضلع سیالکوٹ میں تبلیغی نظام

اہم تجاویز

اجلاس امراء صاحبان ضلع سیالکوٹ منعقدہ ۱۸ ستمبر ۱۹۴۹ء بصدارت قاسم الدین صاحب امیر جماعتہائے سیالکوٹ مندرجہ ذیل تجاویز پاس ہوئیں۔

(۱) متفقہ طور پر قرار پایا۔ کہ ہر سال ایک سالانہ جلسہ ضلع سیالکوٹ کی طرف سے ضلع کے مرکز میں یعنی شہر سیالکوٹ میں ہوا کرے۔ امسال یہ جلسہ مورخہ ۲۳، ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۹ء بروز اتوار اور سوموار ہو۔ اور اس کے کل اخراجات شہر سیالکوٹ کی جماعت برداشت کرے۔ (۲) یہ بھی قرار پایا۔ کہ آئندہ ہر سال ہر ایک حلقہ امارت میں ایک تبلیغی جلسہ زیر ہدایات امیر جماعتہائے ضلع سیالکوٹ ہوا کرے۔ امیر ضلع خود جلسہ کی تاریخیں بمشورہ امیر حلقہ مقرر کر کے ان سے جلسہ کرایا کریں۔ اخراجات حلقہ امارت خود برداشت کیا کریں۔ (۳) یہ بھی قرار پایا۔ کہ ضلع کے مرکز یعنی سیالکوٹ شہر میں جو زمین لیکچر گاہ کی تعمیر کے لئے خریدی گئی ہے۔ اس کی تعمیر کے کل اخراجات امیر صاحبان ضلع سیالکوٹ برداشت کریں۔ امسال جو جلسہ سالانہ ہو رہا ہے۔ اسی موقعہ پر ضلع سیالکوٹ کے کل امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان انجمن ہائے احمدیہ کی ایک کانفرنس منعقد کی جائے۔ اور اس میں تخمینہ لاگت تعمیر لیکچر گاہ کا پیش کیا جائے۔ اس کانفرنس کا انعقاد زیر ہدایات امیر ضلع ہو گا۔ (۴) نیز یہ بھی قرار پایا۔ کہ ایک ٹریکٹ تبلیغی سہ ماہی میں کم از کم ایک دفعہ ضرور مرکز ضلع کی طرف سے شائع ہوا کرے۔ جس کے اخراجات امراء صاحبان ضلع برداشت کریں۔ مضمون ٹریکٹ امیر ضلع تجویز کریں۔ یہ معاملہ بھی متذکرہ بالا کانفرنس میں پیش کیا جائے۔ (۵) یہ بھی قرار پایا۔ کہ اس روئداد کی ایک نقل اخبار الفضل میں بغرض اشاعت اور ایک نقل امراء صاحبان کی خدمت میں بھیجی جائے۔

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر ۱۲۳۴۴ میں مقبول خانم بنت میاں محمد عالم صاحب قوم راجپوت عمر ۳۰ سال ساکن ڈھوک رتہ ڈاکخانہ خاص ضلع راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۶/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس سوائے نو سو روپیہ نقد کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ میں اس نو صد روپیہ کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اور منظوری آنے پر یہ رقم جو ۱۱۲/۸/- (ایک سو بارہ روپیہ آٹھ آنہ) بفضل خدا وند خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر دوں گی۔ (نوٹ) اس کے علاوہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل و کرم سے کوئی آمد یا کوئی جائیداد عطا فرمائے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میری وفات کے وقت اور کوئی جائیداد اگر ثابت ہو تو اس پر بھی وصیت کا حصہ ہی اطلاق ہو گا۔ جو رقم میں ادا کر دوں گی وہ رقم میں سمجھی جائے گی۔

الامۃ۔ عاجزہ مقبول خانم بقلم خود

گواہ شد محمد عبد القیوم بقلم خود برادر موصیہ۔

گواہ شد میاں محمد عالم امیر جماعت راولپنڈی

وصیت نمبر ۱۱۹:۔ میں محمود احمد ولد رحیم بخش صاحب سکنہ کوچہ چابک سواراں لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۶/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے نصف حصہ مکان واقعہ چابک سواراں لاہور جس کی قیمت اندازاً -/۲۵۰۰ روپیہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس جائیداد پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد مبلغ یکصد روپیہ پر ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر کے رسید حاصل کروں تو اس قدر رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ المرقوم ۵ جون ۱۹۴۸ء

العبد محمود احمد

گواہ شد۔ عطاء اللہ بقلم خود گورنمنٹ پنشنر

گواہ شد فضل الدین سپرنٹنڈنٹ ہائی کورٹ لاہور

وصیت نمبر ۱۱۱۰۷:- میں خورشید بیگم زوجہ حوالدار رحمت اللہ ساکن اروپ ضلع گوجرانوالہ قائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۹/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ حق مہر مبلغ -/۴۰۰ روپیہ بذمہ خاوند جیب خرچ مبلغ -/۵ روپے ماہوار زمین سفید برائے مکان دس مرلہ قادیان ریسٹ واج قیمتی -/۶۰ روپیہ۔ میں مندرجہ بالا جائداد کے دسویں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو اس قدر رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میرے ترکہ پر بھی وصیت کا اطلاق ہو گا سالامتہ۔ خورشید بیگم گواہ شد:- رحمت اللہ سیکرٹری وصایا۔ گواہ شد:- صلاح الدین حوالدار کلرک۔

وصیت نمبر ۱۱۱۰۸:- میں عمر خطاب مولوی فاضل ولد ملک احسان خان صاحب ساکن بالاکوٹ ضلع ہزارہ حال سٹور حوالدار پی۔ اے ایم۔ سی ریکارڈ آفس لاہور چھاؤنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۹/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد صاحب محترم اس وقت زندہ ہیں۔ میرا گذارہ اس وقت ماہوار آمد -/۸۰ اسی روپے پر ہے۔ لہذا میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ حال جودھامل بلڈنگ لاہور کرتا ہوں جو میں انشاء اللہ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ نیز میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر میری زندگی میں کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ العبد: عمر خطاب مولوی فاضل گواہ شد رحمت اللہ سیکرٹری وصایا۔

گواہ شد:- صلاح الدین حوالدار کلرک لاہور۔

وصیت نمبر ۱۱۱۲۶:- میں قاضی بشیر احمد ولد قاضی عزیز احمد صاحب ساکن حال چک ۱۳۷/۹-L ڈاکخانہ چک ۹۹/6-R منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۷/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا گذارہ اس وقت ملازمت پر ہے۔ ماہوار مشاہرہ -/۵۰ روپیہ ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ اگر کوئی جائداد اس کے علاوہ مجھے ملی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیدونگا۔ اور اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہو گی۔ العبد قاضی بشیر احمد گواہ شد قاضی رشید احمد گواہ شد ظفر احمد انسپکٹر بیت المال۔

وصیت نمبر ۱۱۱۲۷:- میں قاضی رشید احمد ولد قاضی عزیز احمد صاحب ساکن حال چک ۱۳۷/9-L ڈاکخانہ ۹۹/6-R ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۵/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا گذارہ اس وقت مبلغ -/۵۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میرے مرنے پر میری جس قدر جائداد ہو گی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد رشید احمد بقلم خود گواہ شد:- ظفر الاسلام انسپکٹر بیت المال گواہ شد:- محمد اسمٰعیل جمعدار نمبردار چک ۹۹/6-R منٹگمری

وصیت نمبر ۱۱۱۰۳:- میں صوبیدار اللہ دتہ دھیر کے کلاں ڈاکخانہ ادائیں گجرات حال لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۱۱/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ زمین آٹھ گھماؤں۔ نقد روپیہ -/۵۰۰۰ پانچ ہزار روپیہ مکان مالیتی -/۱۰۰۰ ایک ہزار روپیہ اس مذکورہ بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد مبلغ -/۲۳۰ دو صد تیس روپے پر ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر دوں۔ تو اس قدر رقم اس کی قیمت سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد:- صوبیدار اللہ دتہ: گواہ شد:- صلاح الدین حوالدار کلرک:- گواہ شد رحمت اللہ بقلم خود۔

وصیت نمبر ۱۱۱۰۹:- میں عائشہ بیگم زوجہ صلاح الدین صاحب محلہ دار الرحمت قادیان حال وارد ہونٹ صلاح الدین حوالدار کلرک پی۔ اے۔ ایم۔ سی P.A.M.C Com لاہور چھاؤنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۹/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ حسب ذیل ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند مبلغ -/۳۰۰ روپیہ۔ انگوٹھی ۲ عدد طلائی وزنی ۳ ماشہ ۵ ماشہ (۳) کانٹے طلائی وزنی ۲ ماشے۔ زیورات قیمتی -/۱۱۶ روپیہ کے ہیں۔ کل جائداد معہ حق مہر -/۴۱۶ روپیہ ہے میں اس کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد پیدا کر لوں اور وہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ لاہور کر کے رسید حاصل کر لوں۔ اور اگر کوئی جائداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی نیز میرے مرنے پر جس قدر جائداد ہو گی اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہو گی۔ الامتہ عائشہ بیگم

۴۴ پاکستان جہانِ نو کی شاہراہ پر گامزن ہے

بیدیا کوکر کا سو "کادن گرونس" (جدیدہ خواتین) استنبول کی یکم اگست کی اشاعت میں رقمطراز ہے:

ہماری مدیرہ عالی شفعت حلیم اوروز نے ہمیں بتایا کہ پاکستان کا بحری جنگی جہاز آ رہا ہے۔ اور پاکستان کے سفیر اس کی آمد سے پہلے پارک ہوٹل میں ایک چائے کی دعوت دیں گے اور مجھے صحافیوں کے اس اجتماع میں اپنے جریدہ کی نمائندگی کرنی ہو گی۔

۲۳ جون ۱۹۴۹ء میں پارک ہوٹل جا رہی ہوں اور برصغیر ہند ہندوؤں اور مسلمانوں۔ مہاراجاؤں بڑے بڑے جنگلوں۔ ہندوستانی ناچوں موسیقی ہاتھیوں۔ بڑے بڑے سبز پتوں کے دونچے درختوں۔ طوفانوں۔ مون سون اور لوئی بروم فیلڈ کی کتاب "دی رینز کیم" اور اس میں بیان کی ہوئی تمام چیزوں کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔ خیالات کی اس افراتفری میں اس مسلم قوم کا خیال آ رہا ہے جو اپنی طویل جدوجہد کے بعد حاصل کی ہوئی آزادی کی مسرتوں میں اضافہ کی خواہاں ہے

اس جواں سال قوم کے ایک زبردست انقلابی ہز ایکسی لنسی میاں بشیر احمد نے خندہ پیشانی اور دردمندی سے ہمارا خیر مقدم کیا۔

ترک پاکستانی دوستی موضوع گفتگو بنی ہوئی ہے۔۔ وہ ہمیں بنظر استحسان دیکھتے ہیں اور ہماری ہر چیز کی قدر کرتے ہیں۔ میں نے فوراً دریافت کیا "پاکستان میں عورت کی قانونی حیثیت کیا ہے"

اسلامی قانون نافذ ہے۔ نقاب نہیں ہے مرد چار شادیاں کر سکتے ہیں۔ اور خاندان میں بزرگ خاندان کی حکومت ہے۔ عورت گھر میں سب کچھ ہے اور بس۔ ہمارے ساتھ جو پریس اٹاچی بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا گھر پر عورت کا راج ہے۔ میرے خیال میں جو عورتیں ویسے مکمل مردوں کی پرورش کرتی ہیں وہ خود بھی ضرور مکمل ہوں گی۔

وہ لوگ اردو بولتے ہیں۔ تعلیم یافتہ پاکستانیوں کی کثیر تعداد انگریزی بولتی ہے وہ اپنے ملک کو مستحکم بنانے اور اپنی جواں سال مملکت کو استوار بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے کوشاں ہیں اور وہ ہم سے ہر موقعہ پر اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔

ایچ۔ ایم۔ پی۔ ایس۔ جہلم

۲۴ جولائی ہم جہاز پر ہیں۔ جہاز کے کمانڈر لفٹننٹ کمانڈر سی۔ ایس۔ احمد ہمارا خیر مقدم کر رہے ہیں۔ یہ جہاز ستھرا اور خوبصورت جنگی جہاز ہے۔ آپ پوچھیں گے کہ کیا جنگی جہاز بھی خوبصورت ہو سکتا ہے؟ میرے نزدیک ایسی امن پسند قوم کا جنگی جہاز جس نے حال میں آزادی حاصل کی ہو خوبصورت ہوتا ہے۔

جہانِ نو ایسے صنعتی اور تعمیری آدمیوں کا ہے جنہوں نے اپنے قومی وقار کو ضائع نہیں ہونے دیا ہے۔ میرے دوستو! پاکستان اسی راہ پر گامزن ہے۔

روس میں ایٹم بم امریکہ میں خوف کی جگہ سکون

واشنگٹن ۲۵ر ستمبر۔ روس میں ایٹم بم پھٹنے کے پہلے واقعہ کی اطلاعات سے امریکہ میں جو خوف پھیل گیا تھا۔ اب اسکی جگہ سکون پیدا ہو گیا ہے امریکی ماہروں نے اعتراف کیا ہے کہ انہیں ایٹم پھٹنے کی اطلاعات روس میں خفیہ ایجنٹوں کے توسط سے نہیں ملی بلکہ یہ اس آلہ پر ملی ہے جو فضا میں ریڈیائی فعالیت کا ریکارڈ کرتا ہے

ایسی آلوں کی مدد سے بکینی کے تجربوں کا انعکاس ۴ ہزار میل دور دس دن کے اندر ریکارڈ کیا گیا تھا۔ روسی ایٹم بم کی طاقت پر مقابلہ کر کے معلوم کی جا سکتی ہے کہ گذشتہ تجربوں اور روسی ایٹم بم پھٹنے میں ریڈیائی فعالیت کی کتنی شدت تھی اب جب کبھی روس اگلا تجربہ کریگا تو برطانیہ اور امریکہ چند دن کے اندر اس سے واقف ہو جائینگے اور یہ بھی پتہ لگا لیں گے کہ آیا روسی ایٹم بم زیادہ طاقتور ہے یا پرانے ایٹم بم۔ (اسٹار)

روسی ایٹم بم جرمن سائنسدانوں کا کارنامہ ہے

اسٹاک ہالم ۲۶ر ستمبر۔ یورپ کے ایٹمی سائنس کی ریسرچ کے سلسلے میں پروفیسر ایکزل لنزدہ نے اسٹار کو بتایا کہ روسی ایٹم بم زیادہ تر ان جرمن سائنسدانوں کا کارنامہ ہے جو اسوقت روس میں کام کر رہے ہیں۔ ان کی رائے خاصی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ انہوں نے دوران جنگ میں یہاں پناہ گزین جرمن یہودی سائنسدان لائز میٹنر کے ساتھ کام کیا تھا۔ ان کے کام کی وجہ سے ہی امریکہ میں ایٹم بم بن سکا اور جرمنی کے ایٹمی سائنس کی ریسرچ کے مرکزوں میں انہوں نے بہت سے جرمن سائنسدانوں کے ساتھ کام کیا تھا جنہیں جنگ کے بعد روس پہنچایا گیا

انہوں نے بتایا کہ روس کا ایٹم بم بنانے والے نوبل انعام حاصل کرنے والے پروفیسر ہرٹز (جو اسوقت بحیرہ اسود کے علاقہ میں ہیں) اور ان کے نائب پروفیسر پوز اور پروفیسر رائی ہیں

امریکی خبروں میں روس میں بم پھٹنے کی تاریخ جولائی میں رکھی ہے۔ لیکن سویڈن کے سائنسدان اور ماہرین موسمیات کو یقین ہے کہ یہ واقعہ ۱۴ر ستمبر کو ۹ بجے رات (برطانوی وقت) کو پیش آیا اور ۳۰۰۰ میل دور سائبیریا میں اس کا محل وقوع تھا۔ (اسٹار)

ملایا کا ربڑ روس کو

سنگاپور ۲۶ ستمبر۔ اسوقت سنگاپور میں "نہودکا" نامی جہاز پر روس کے لئے ۷۵ لاکھ روپیہ مالیت کی ربڑ تیار کی جا رہی ہے۔ یہ سامان بحیرۂ اسود کے بندرگاہ اوڈیسہ سے روس پہنچایا جائے گا۔ اس میں ۶ ہزار ٹن ربڑ اور ایک ہزار ٹن ناریل کا تیل ہو گا۔ توقع ہے کہ اس ماہ ملایا سے ربڑ کا اوسط دس ہزار ٹن ماہانہ ہو جائے گا (اسٹار)

مہاجرین کشمیر کیلئے قربانی کی کھالیں

کراچی ۲۶ ستمبر۔ اس عید الضحیٰ کے موقع پر مہاجرین کشمیر کی امداد کے لئے قربانی کی کھالیں جمع کرنے کا بندوبست کرنے کے لئے ایک ذیلی کمیٹی مقرر کی گئی ہے جسمیں حسب ذیل حضرات شامل ہیں:۔

مسٹر یوسف ہارون۔ وزیر اعظم سندھ مسٹر یعقوب شاہ۔ آڈیٹر جنرل۔ بریگیڈیئر آئی اے مجید یا ان کا نمائندہ مسٹر حفیظ احمد معتمد اعزازی قائد اعظم ریلیف فنڈ۔ خان صاحب محمد اسحاق۔ کلکٹر کراچی۔ اور مسٹر جے ڈی شجاع۔ کھالیں جمع کرنے کے لئے مناسب مرکزوں کے قیام میں کلکٹر صاحب عمائدین کراچی سے امداد طلب کر رہے ہیں۔

اون اور جانوروں کے بالوں پر بکری ٹیکس

کراچی ۲۶ ستمبر۔ اون اور جانوروں کے بالوں پر صرف ایک مرحلہ میں بکری ٹیکس لیا جاتا ہے اور یہ ٹیکس اب تک پہلے تاجر کو ادا کرنا پڑتا تھا۔ ٹیکس کی وصولی کو سہل بنانے کی غرض سے یکم اکتوبر ۱۹۴۹ء سے ایک خصوصی قانون نافذ کیا جائے گا۔ جسکے تحت نا صاف اون اور جانوروں کے بالوں پر صرف اسی مرحلہ میں ٹیکس لیا ص

پاکستان اور پرتگال میں سفارتی مشن

فی الحال پاکستان اور پرتگال کے درمیان جو دوستانہ تعلقات پائے جاتے ہیں آئندہ کو پاکستان اور پرتگال کی حکومتیں قائم رکھنا اور مزید استوار کرنا چاہتی ہیں۔ اسلئے دونوں حکومتوں نے طے کیا ہے کہ ایک دوسرے کے ہاں اپنے سفارتی مشن بھیجیں اور لیگیشن آفس قائم کریں۔

پاکستان کے مہر شدہ ہندوستانی ٹکٹ یکم نومبر کے بعد قابل قبول نہ ہونگے

حکومت پاکستان نے ہندوستانی ڈاک کے ان عام اور سروس ٹکٹوں کی فروخت و استعمال کو یکم نومبر ۱۹۴۹ء سے ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جن پر "پاکستان" کی مہر لگی ہوئی ہے۔ یکم نومبر ۱۹۴۹ء سے جن خطوط اور دیگر اشیاء کو یہ مہر شدہ ٹکٹ لگا کے ڈاک میں ڈالا جائے گا۔ انہیں غیر ادا شدہ (unpaid) تصور کیا جائے گا۔ اور اسکے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

عبد اللہ کی آمد میں تاخیر

بیروت ۲۶ر ستمبر۔ یہاں معلوم ہوا ہے کہ بحیرۂ روم میں طوفانی سمندر ہونے کی وجہ سے شاہ عبد اللہ کی آمد میں تاخیر ہو جائے گی۔ ان کے آج پہنچنے کی توقع تھی۔ (اسٹار)

شہاب الدین نے صوبائی حکومتوں سے بھی اپیل کی ہے۔ کہ وہ اس کی تقلید کریں۔

ص جائے گا۔ جب وہ پاکستان کے صوبوں یا وفاقیہ کے دار الحکومت سے باہر برآمد کرنے کے لئے فروخت کئے جا رہے ہوں۔ برآمد کرنے والے کو قیمت فروخت کے حساب سے ٹیکس دینا ہو گا۔

یوگوسلاویا میں طیارے گرانے کی مشق

بلغراد ۲۶ ستمبر۔ کل رات بلغراد میں طیارے گرانے کے اسٹیشنوں کی آزمائش کی گئی دو سال کے اندر یوگوسلاویا نے طیارے گرانے کی یہ پہلی مشق کی ہے۔ انہیں ایک حملہ آور کی پرواز سے مطلع کیا گیا اسے فوراً ہی سرچ لائٹ کی روشنی میں دیکھ لیا گیا

اس طیارہ نے شہر پر دو پروازیں کیں۔ لیکن ماہروں کا بیان ہے کہ اس کی رفتار ہلکی اور سیدھی تھی۔

یوگوسلاویا میں وسیع پیمانہ پر جنگی سرگرمیاں بھی ہو رہی ہیں۔ (اسٹار)

فوڈ ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ملتوی کر دی گئی

لاہور ۲۶ر ستمبر۔ ہز ایکسیلنسی گورنر مغربی پنجاب کی علالت کے سبب پرووِنشل فوڈ ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ جو ۲۹ ماہ رواں بروز جمعرات بوقت ۱۰ بجے صبح گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں ہونا قرار پائی تھی۔ ملتوی کر دی گئی ہے۔

جہلم میں چاول کی قیمتیں

لاہور ۲۶ر ستمبر۔ راشننگ کنٹرولر جہلم نے اپنے ضلع کی راشن بند حدود میں مونگرا باسمتی چاول کی تھوک اور پرچون قیمتیں بالترتیب ۱۸/۲/۰ ۳۔۲۔۱۹ روپیہ فی من مقرر کی ہیں۔

ص گداگری کی مخالفت کر رہے ہیں۔ بڑی سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔ حکومت ان لوگوں کے مفت قیام و طعام کا انتظام کریگی۔ اور انہیں صنعتی کام سکھائے گی۔ آج پاکستان کے وزیر داخلہ اطلاعات و نشریات خواجہ ص

کشمیر کمیشن کی کوشش ہمیشہ یہی رہی کہ ایک حکومت کو اطلاع دیئے بغیر دوسری حکومت کو کسی قسم کا اطمینان نہ دلایا جائے

راولپنڈی ۲۶ر ستمبر۔ کشمیر کمیشن نے اپنے اس اعتماد کا پھر اظہار کیا ہے کہ کشمیر کی موجودہ صورت حالات کا کوئی نہ کوئی پر حل نکل آئے گا۔ اور اس نے یہ امید ظاہر کی ہے کہ حفاظتی کونسل میں اسکی طرف پیش ہونے والی رپورٹ اس مقصد کے حصول میں ممد و معاون ثابت ہوگی۔ کمیشن اس ہفتے عازم جنیوا ہو جائے گا۔ تاکہ کشمیر سے متعلق دونوں حکومتوں کے تنازعہ کے بارے میں رپورٹ تیار کر سکے۔ آج کمیشن نے ایک بیان میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ کمیشن نے دونوں حکومتوں سے لمبے چوڑے عرصے تک جو مذاکرات کئے ہیں ان میں کمیشن یکساں پالیسی پر عمل کرتا رہا ہے ہم نے ہمیشہ یہ خیال رکھا۔ کہ ایک حکومت کو اطلاع دیئے بغیر دوسری حکومت کو کسی قسم کا اطمینان نہ دلایا جائے۔

مختصر لیکن اہم

کراچی ۲۶ر ستمبر۔ حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ پانچ اور مقامات پر اپنے سفارتی ادارے کھولے۔ ان میں سے پہلے نمبر پر انڈونیشیا ہو گا۔ جس کا سفیر ایک عرصے سے کراچی میں موجود ہے

کراچی ۲۶ر ستمبر۔ آج کراچی میں فرانسیسی اقتصادی مشن اور پاکستانی نمائندوں میں بات چیت شروع ہو گئی۔ آج ان اشیاء کی فہرست پیش کی گئی جن کی دونوں ملکوں کو ضرورت ہے۔

کراچی ۲۶ر ستمبر۔ پاکستان نے اسلامی ممالک سے سلسلہ اخوت کو مستحکم کرنے کے سلسلے میں خیر سگالی کا ایک مشن خواجہ شہاب الدین کی قیادت میں کل سعودی عرب جا رہا ہے۔ جس کے ایک رکن علامہ شبیر احمد عثمانی بھی ہیں۔

کراچی ۲۶ر حکومت پاکستان کراچی میں ص